بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فجر کی جماعت کھڑی ہونے کے بعد سنتوں کا حکم

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

اہل السنت والجماعت کا مذہب:

اہل السنۃ والجماعۃ احناف کا موقف یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو اطمینان ہے کہ وہ سنتیں ادا کرنے کے بعد جماعت کی دوسری رکعت (بلکہ تشہد میں) مل جائے گا تو اسے چاہیے کہ کسی الگ جگہ مثلاً مسجد سے باہر، مسجد کے صحن میں، کسی ستون وغیرہ کی اوٹ میں، جماعت کی جگہ سے ہٹ کر پہلے سنتیں ادا کرے پھر جماعت میں شریک ہو جائے۔ ہاں اگر یہ خیال ہو کہ سنتیں پڑھنے کی صورت میں جماعت فوت ہو جائے گی تو سنتیں نہ پڑھے بلکہ جماعت میں شریک ہو جائے۔

[ردالمحتار مع الدر المختار: ج2: ص56، 57 وغیرہ]

غیر مقلدین کا مذہب:

نماز فجر کی اقامت ہو چکنے کے بعد اور اس کے لیے تکبیر تحریمہ کہی جانے سے پہلے جب کہ جماعت بالکل نمازِ فجر پڑھنے کے لیے تیار کھڑی ہو اس وقت بھی سنتِ فجر پڑھنے والے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شدید نکیر اور زجر و توبیخ کی اور اسے دو رکعت والی نماز کو چار رکعت بنا دینے کا مجرم قرار دیا۔

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح طریقہ نماز: ص216، نزل الابرار 1/ 133، 132، فتاویٰ ستاریہ 3/ 40)

دلائل:

اس مسئلہ میں دو جہتیں ہیں:

جہت نمبر1: احادیث مبارکہ میں تمام سنتوں میں سب سے زیادہ تاکید فجر کی سنتوں کی وارد ہوئی ہے۔ مثلاً

1: عَنْ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ: لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلٰی شَیْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تُعَاھُدًا مِنْہُ عَلٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ۔

[صحیح البخاری ج1 ص156 باب تعاھد رکعتی الفجر، صحیح مسلم ج1 ص251 باب استحباب رکعتی الفجر والحث علیھا]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل [جو فرضوں سے زائد ہوتی ہیں، مراد سنن ہیں] کی اتنی زیادہ پابندی نہیں فرماتے تھے جتنی فجر کی دو رکعتوں کی کرتے تھے۔

2: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم: لَاتَدَعُوْھُمَا وَاِنْ طَرَدَتْکُمُ الْخَیْلُ۔

[سنن ابی داؤد ج1 ص186 باب فی تخفیفھما، شرح معانی الآثار ج1 ص209 باب القراءۃ فی رکعتی الفجر]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر کی دو سنتوں کو نہ چھوڑو خواہ تمہیں گھوڑے روند ڈالیں۔

یہ حدیث حسن درجہ کی ہے۔ [اعلاء السنن ج7 ص105]

جہت نمبر2: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز کی بھی بہت تاکید فرمائی ہے۔ نیز حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جب جماعت ہو رہی ہو تو اس میں شرکت کی جائے۔

اب ایک شخص ایسے وقت میں آیا کہ فجر کی جماعت کھڑی ہے اور اس نے سنتیں بھی ادا نہیں کیں، تو احناف کا مذکورہ موقف ایسا مستقیم ہے کہ اس سے دونوں فضیلتیں جمع ہو جاتی ہیں یعنی فجر کی سنتوں کا جو تاکیدی حکم ہے اس پر بھی عمل ہو جاتا ہے اور جماعت میں شمولیت کے حکم کی بھی تعمیل ہو جاتی ہے۔ یہ موقف حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے عمل سے ثابت ہے۔

دلائل پیش خدمت ہیں۔

دلیل نمبر 1: عن عبد الله بن أبي موسى قال: جاء ابن مسعود والامام يصلي الصبح فصلى ركعتين إلى سارية ولم يكن صلى ركعتي الفجر.

(المعجم الکبیر: رقم الحدیث 9385)

ترجمہ: عبد اللہ بن ابی موسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ امام نماز پڑھا رہا تھا۔ تو آپ نے ستون کی اوٹ میں دو رکعتیں پڑھیں، آپ نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔

امام ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ورجاله موثقون [اس کے راوی ثقہ و لائق اعتماد ہیں]

(مجمع الزوائد: رقم الحدیث 2392)

دلیل نمبر 2: مالك بن مغول قال سمعت نافعا يقول: أيقظت بن عمر رضی الله عنهما لصلاة الفجر وقد أقيمت الصلاة فقام فصلى الركعتين.

(سنن الطحاوی: رقم الحدیث 2042)

ترجمہ: مالک بن مغول سے روایت ہے کہ میں نے حضرت نافع سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو نماز فجر کے لیے اس وقت بیدار کیا جبکہ نماز کھڑی ہو چکی تھی، آپ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پہلے دو رکعت سنت ادا فرمائی۔

اسنادہ صحیح (آثار السنن ص 202)

تنبیہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما باوجود اقامتِ نماز ہو جانے کے سنتیں ادا فرما رہے ہیں۔

دلیل نمبر 3: عن أبي عثمان الأنصاري قال: جاء عبد الله بن عباس والإمام في صلاة الغداة ولم يكن صلى الركعتين فصلى عبد الله بن عباس رضی الله عنهما الركعتين خلف الإمام ثم دخل معهم. (سنن الطحاوی: رقم الحدیث 2040)

ترجمہ: ابو عثمان انصاری فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ امام صبح کی نماز پڑھا رہا تھا۔ آپ نے فجر کی دو سنتیں نہیں پڑھی تھیں۔ پس آپ نے امام کے پیچھے [جماعت سے ہٹ کر] یہ دو رکعتیں ادا کیں، پھر ان کے ساتھ جماعت میں شریک ہو گئے۔

اسنادہ صحیح (آثار السنن ص 204، اعلاء السنن ج 7 ص 100)

دلیل نمبر 4: عن محمد بن كعب قال: خرج عبد الله بن عمر رضی الله عنهما من بيته فأقيمت صلاة الصبح فركع ركعتين قبل أن يدخل المسجد وهو في الطريق ثم دخل المسجد فصلى الصبح مع الناس. (سنن الطحاوی: رقم 2041)

ترجمہ: محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنے گھر سے نکلے، صبح کی نماز ادا ہو رہی تھی۔ آپ نے مسجد داخل میں ہونے سے پہلے راستہ ہی میں دو رکعت سنت ادا کی۔ پھر مسجد میں داخل ہوئے اور لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔

امام محدث ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسنادہ حسن (اعلاء السنن ج 7 ص 102)

دلیل نمبر 5: عن زيد بن أسلم عن بن عمر رضی الله عنهما: أنه جاء والإمام يصلي الصبح ولم يكن صلى الركعتين قبل صلاة الصبح فصلاهما في حجرة حفصة رضی الله عنها ثم إنه صلى مع الإمام (سنن الطحاوی: رقم الحدیث 2043)

ترجمہ: حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے جبکہ امام صبح کی نماز پڑھا رہا تھا، آپ نے صبح کی دو سنتیں ادا نہیں کی تھیں، تو آپ نے یہ دو رکعتیں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کے گھر ادا کیں پھر امام کے ساتھ جماعت میں آ ملے۔

تنبیہ: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کا گھر ان دنوں مسجد میں داخل تھا۔(اعلاء السنن ج7 ص102، 103)

اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔(اعلاء السنن ج7 ص102)

دلیل نمبر6: عن أبي الدرداء: أنه كان يدخل المسجد والناس صفوف في صلاة الفجر فيصلي الركعتين في ناحية المسجد ثم يدخل مع القوم في الصلاة (سنن الطحاوی: رقم الحدیث 2044)

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب وہ مسجد میں آتے اور لوگ نماز فجر کی جماعت کی صف میں ہوتے تو یہ مسجد کے کسی گوشہ میں سنتِ فجر پڑھ کر لوگوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جایا کرتے تھے۔

اسنادہ حسن (آثار السنن ص203، اعلاء السنن ج7 ص103)

مصنف عبد الرزاق میں یہ الفاظ ہیں: عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ: نَعَمْ، وَاللّٰهِ لَئِنْ دَخَلْتُ وَالنَّاسُ فِي الصَّلٰوةِ لَاَعْمِدَنَّ اِلٰى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ لَاَرْكَعَنَّهُمَا ثُمَّ لَاُكَمِّلَنَّهُمَا ثُمَّ لَا اَعْجَلُ عَنْ اَكْمَالِهِمَا ثُمَّ اَمْشِيْ اِلَى النَّاسِ فَاُصَلِّيْ مَعَ النَّاسِ الصُّبْحَ۔ [مصنف عبد الرزاق ج2 ص294، رقم 4033]

ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہاں اللہ کی قسم! اگر میں ایسے وقت میں (مسجد میں) داخل ہوں جبکہ لوگ جماعت میں ہوں تو میں مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے پیچھے جا کر فجر کی سنتوں کی دو رکعتیں ادا کرونگا، ان کو کامل طریقہ سے ادا کروں گا اور ان کو کامل کرنے میں جلدی نہ کروں گا۔ پھر جا کر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاؤں گا۔

دلیل نمبر7: عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ، أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ وَأَبَا مُوسَى خَرَجَا مِنْ عِنْدِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، فَأُقِيمَتِ الصَّلَاةُ، فَرَكَعَ ابْنُ مَسْعُودٍ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلَاةِ، وَأَمَّا أَبُو مُوسَى فَدَخَلَ فِي الصَّفِّ۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ: رقم 6476)

ترجمہ: حارثہ بن مضرب کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہما حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس سے نکلے تو جماعت کھڑی ہو چکی تھی۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دو رکعتیں ادا کیں اور نماز میں لوگوں کے ساتھ آ ملے جبکہ ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ دو رکعتیں پڑھے بغیر آ ملے۔

اسنادہ صحیح (آثار السنن ص203، اعلاء السنن ج7 ص104)

وفیہ ایضاً فی طریق اخری: فجلس عبد الله الى أسطوانة من المسجد فصلى الركعتين ثم دخل في الصلاة۔ (سنن الطحاوی: رقم الحدیث 2037، مصنف عبد الرزاق: رقم الحدیث 4034)

ایک طریق میں ہے: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک ستون کی اوٹ میں بیٹھ گئے، دو رکعتیں ادا کیں، پھر نماز میں شامل ہو گئے۔

دلیل نمبر8: عن أبي عثمان النهدي قال: كنا نأتي عمر بن الخطاب رضي الله عنه قبل أن نصلي ركعتين قبل الصبح وهو في الصلاة فنصلي ركعتين في آخر المسجد ثم ندخل مع القوم في صلاتهم (سنن الطحاوی: رقم الحدیث 2046)

ترجمہ: ابو عثمان النہدی فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے جبکہ آپ نماز پڑھا رہے ہوتے تھے اور ہم نے نماز فجر سے پہلے سنتیں ادا نہ کی ہوتی تھیں، تو ہم پہلے مسجد کے کسی کونہ میں سنتیں ادا کرتے پھر لوگوں کے ساتھ نماز (کی جماعت) میں شریک ہو جاتے تھے۔

اسنادہ حسن (آثار السنن ص204، اعلاء السنن ج7 ص104)

تنبیہ: اس روایت میں "کنا نأتی" جمع کا صیغہ دلالت کرتا ہے کہ عہدِ فاروقی میں یہ صورت کثرت سے پیش آتی تھی اور بہت سے حضرات کا عمل اس کے مطابق تھا۔

(نمازِ مدلل از مولانا فیض احمد الملتانی ص208)

دلیل نمبر 9: عن الشعبی یقول: کان مسروق یجیء الی القوم وھم فی الصلاۃ ولم یکن رکع رکعتی الفجر فیصلی رکعتین فی المسجد ثم یدخل مع القوم فی صلاتھم (سنن الطحاوی: رقم الحدیث 2048)

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ امام مسروق (مسجد میں) تشریف لاتے جبکہ لوگ نماز ادا کر رہے ہوتے اور آپ نے صبح کی سنتیں ادا نہ کی ہوتیں تو آپ پہلے دو رکعتیں مسجد میں ادا کرتے، پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو جاتے۔

اسنادہ صحیح (آثار السنن ص203، اعلاء السنن ج7 ص105)

دلیل نمبر 10: عن یزید بن إبراھیم عن الحسن: أنہ کان یقول إذا دخلت المسجد ولم تصل رکعتی الفجر فصلھما وان کان الإمام یصلی ثم ادخل مع الإمام (سنن الطحاوی: رقم الحدیث 2050)

ترجمہ: یزید بن ابراہیم سے روایت ہے کہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب تم مسجد میں ایسے وقت میں داخل ہو کہ امام نماز میں ہو اور تم نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو پہلے سنتیں پڑھو، پھر امام کے ساتھ شریک ہو جاؤ۔

اسنادہ صحیح (آثار السنن ص204)

وفی لفظ لہ: عن یونس قال: کان الحسن یقول یصلیھما فی ناحیۃ المسجد ثم یدخل مع القوم فی صلاتھم (سنن الطحاوی: رقم الحدیث 2051)

اسنادہ صحیح (آثار السنن ص205، اعلاء السنن ج7 ص105)

ترجمہ: ایک روایت میں یوں ہے: حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ شخص (جس نے ابھی سنتِ فجر ادا نہیں کی) ان دو رکعتوں کو مسجد کے کسی کونہ میں پڑھے، پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہو جائے۔

دلیل نمبر 11: عن الحارث عن علی قال: کان النبی صلی اللہ علیہ و سلم یصلی الرکعتین عند الإقامۃ (سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 1147)

قال الامام المحدث العثمانی: وفیہ الحارث ضعفہ بعضھم ووثقہ آخرون وھو حسن الحدیث (اعلاء السنن ج7 ص105)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی اقامت کے وقت دو رکعتیں ادا فرماتے تھے۔

تنبیہ: اس میں جواز موجود ہے کہ اقامت کے وقت امام دو رکعتیں ادا کر سکتا ہے، تو مندرجہ بالا آثارِ صحابہ و تابعین اور حدیث "لَا تَدَعُوْھُمَا وَاِنْ طَرَدَتْکُمُ الْخَیْلُ" کی وجہ سے مقتدی کے لیے بھی ان دو رکعتوں کا جواز ثابت ہوتا ہے جبکہ صفوفِ جماعت میں مخالط نہ ہو۔ (اعلاء السنن ج7 ص105)

دلیل نمبر 12: عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ الا رکعتی الصبح۔

(سنن الکبریٰ للبیہقی 2 / 483، باب کراھیۃ الاشتغال بھما بعد ما اقیمت الصلوۃ، اعلاء السنن 7/110 و قال الشیخ العثمانی وھذا الاسناد ایضاً حسن)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز (کی جماعت) کھڑی ہو جائے تو اس وقت کوئی نماز نہ پڑھی جائے، ہاں صبح کی سنتیں پڑھ سکتے ہیں۔

خلاصہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہم، ابو عثمان النہدی، امام مسروق، امام حسن بصری رحمہم اللہ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد میں آنے والے شخص نے اگر سنتیں ادا نہیں کیں تو مسجد سے باہر، مسجد کے صحن میں، کسی ستون وغیرہ کی اوٹ میں، جماعت کی جگہ سے ہٹ کر پہلے سنتیں ادا کرے پھر جماعت میں شریک ہو جائے اور یہی احناف کا موقف ہے۔

غیر مقلدین کے شبہ کا جائزہ:

غیر مقلدین نے شبہ یہ ظاہر کیا کہ حدیث "اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ" کے آخر میں "الا رکعتی الفجر" کا جھوٹا اضافہ کر کے آپ لوگ فجر کی سنتوں کو مستثنیٰ قرار دیتے ہو۔

جواب نمبر 1: اہل السنۃ والجماعۃ احناف کثر اللہ سوادھم کا موقف اس روایت پر موقوف نہیں بلکہ ان کا مستدل حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہم، امام مسروق، امام حسن بصری، امام ابو عثمان نہدی وغیرہ کے آثار ہیں، جو سندا صحیح / حسن ہیں۔[ماقبل میں گزر چکے ہیں]

رہا حدیث "اذا اقیمت الصلوۃ فلا صلوۃ الا المکتوبۃ" کے آخر میں "الا رکعتی الفجر" کو جھوٹا اضافہ کہنا سو یہ بات بلا دلیل ہونے کی وجہ سے باطل ہے۔ ممکن ہے کہ غیر مقلدین یہ کہہ دیں کہ اس حدیث کے دو روات حجاج بن نصیر اور عباد بن کثیر کے بارے میں امام بیہقی نے کلام کیا ہے۔

جواب یہ ہے کہ

پہلا راوی: حجاج بن نصیر

1: آپ سنن ترمذی کے راوی ہے۔

2: امام ابن معین ان کے بارے میں فرماتے ہیں: کان شیخا صدوق لکنھم اخذوا علیہ اشیاء فی احادیثہ شعبۃ۔[آپ سچے شیخ تھے، البتہ ائمہ نے آپ کی ان احادیث پر گرفت کی ہے جو آپ نے امام شعبہ سے روایت کی ہیں]

3: ابن حبان نے ثقات میں شمار کیا۔

4: امام ابن عدی اپنی کتاب "الکامل" میں ان کی وہ روایات جو شعبہ سے ہیں لائے ہیں جن پر محدثین نے گرفت کی ہے۔ یہ تین احادیث ہیں اور ان کی سند پر گرفت کی ہے نہ کہ متن میں۔ خود ابن عدی فرماتے ہیں: حجاج کی ان تین روایات کے علاوہ باقی احادیث صالح ہیں۔

امام عجلی فرماتے ہیں: کان معروفا بالحدیث [آپ علم حدیث کے حوالے سے معروف شخصیت ہیں]

(تہذیب التہذیب لابن حجر ج1 ص672، 671 ملخصاً، الکامل لابن عدی: ج2 ص534 رقم الترجمہ 409)

امام ابن عدی نے "الا رکعتی الفجر" کی حدیث ان تین احادیث میں ذکر نہیں کی۔ نیز حجاج بن نصیر یہ روایت شعبہ سے روایت نہیں کر رہے ہیں۔ پس بقول ابن عدی یہ صالح الحدیث ہیں (اعلاء السنن ج7 ص110)

دوسرا راوی: عباد بن کثیر

یہ راوی مختلف فیہ ہے۔

1: امام ابن معین نے اس کی توثیق کی ہے۔ ایک مرتبہ فرمایا: لیس بہ باس. [اس راوی میں کوئی حرج نہیں]

2: ابو بکر بن ابی شیبہ: یہ ثقہ تھے۔ (تہذیب التہذیب لابن حجر ج3 ص372)

3: علی بن المدینی: عباد بن کثیر الرملی ثقہ تھے۔ (المیزان للذہبی ج2 ص336)

امام ابن عدی فرماتے ہیں ھذہ الاحادیث التی ذکرتھا ... ھذا غیر محفوظات وھو خیر من عباد البصری.

(الکامل 5/544 رقم الترجمہ 1166)

ہماری دلیل میں عباد بن کثیر الرملی ہے ان کی بعض ائمہ نے توثیق بیان کی ہے اور عباد البصری پر اکثر نے جرح کی ہے ان کی جروحات کو غیر مقلدین نے اٹھا کر عباد الرملی پر فٹ کر دی ہیں جو کہ سراسر غلط ہے، جھوٹ ہے لہذا یہ روایت کم از کم حسن درجہ کی ہے۔ کما قال الشیخ العثمانی (اعلاء السنن ج7 ص110)

خلاصہ یہ ہے کہ احناف کا موقف جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے عمل مبارکہ سے ثابت ہے جو یقیناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو زیادہ جانتے تھے۔ لہذا غیر مقلدین کا اپنے آپ کو حدیث پر عمل پیرا اور دوسروں کو مخالفِ حدیث کہنا جہالت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وساوس سے بچا کر صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین

دلائل غیر مقلدین

دلیل نمبر 1:

اذا اقیمت الصلوۃ الا المکتوبۃ۔

(مسلم، ابو داود ترمذی وغیرہ)

جواب:

1: فجر کی سنتیں اس سے مستثنیٰ ہیں کیوں کہ انکی اہمیت بہت زیادہ ہے اگر ہر نماز کے بارے میں یہ روایت ہوتی تو صحابہ اور تابعین فجر کی سنتیں جماعت کھڑی ہونے کے بعد ادا فرماتے۔

2: یہ ممانعت اگر فجر کے متعلق مان بھی لی جائے تو یہ اس صورت میں ہے جب صف کے اندر کھڑے ہو کر ادا کی جائیں اگر صف سے الگ یا باہر ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں پڑھ لینے میں جس پر مذکورہ آثار صحابہ دلائل موجود ہیں۔

دلیل 2:

وہ روایات جن میں ہے کہ صحابہ نے فجر کی سنتیں ادا کرنا چاہیں تو آپ علیہ السلام نے منع کرتے ہوئے فرمایا لاتصلی الصبح اربعاً۔

(ابن خزیمۃ)

جواب:

یہ بھی اس وقت ممنوع ہے جب صف کے اندر ہو اور اس پر قرینہ حدیث انس ہے جس کے آخر میں ہے:

فنھیٰ ان نصلی فی المسجد اذا اقیمت الصلوۃ

غیر مقلد البانی نے کہا ہے: اسنادہ صحیح۔

(صحیح ابن خزیمہ 1/558 رقم الحدیث 1126)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الحدیث اذا لم تجمع طرقہ لم تفھمْہ لِان الحدیثَ یفسر بعضُہ بعضاً

(الجامع لاخلاق الراوی و آداب السامع للخطیب البغدادی: ج2 ص212 کتب الطرق المختلفۃ)

اگر آپ علیہ السلام نے منع فرما دیا تھا تو صحابہ کرام کیوں پڑھتے تھے معلوم ہوا کہ آپ علیہ السلام کا منع کرنا ایک خاص وجہ سے تھا وہ یہ کہ صف میں نہ پڑھیں۔

دلیل 3:

عن ابی ھریرۃ مرفوعاً اذا اقیمت الصلوۃ فلا صوۃ الا المکتوبۃ قبل یارسول اللہ ولا رکعتی الفجر قال لا رکعتی الفجر۔
(السنن الکبریٰ للبیہقی: 2/483)

جواب 1:

امام ابن عدی فرماتے ہیں کہ عمرو بن دینار سے اس روایت کو ایک جماعت نے کیا لیکن مسلم بن خالد کے علاوہ کسی ایک نے بھی ولا رکعتی الفجر کی زیادتی نقل نہیں کی۔(الکامل للعدی 9/112رقم الترجمہ 2146،ترجمہ یحییٰ بن نصر)

اسی طرح امام بیہقی نے بھی اس حدیث کے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی:2/483)

جواب 2:

صحابی رسول کا"ولا رکعتی الفجر " کہنا ہی اس کے جواز کی دلیل ہے یعنی اگر فجر کی سنتیں اس کی نفی فلا صلوۃ سے ہو گئی تھی تو صحابہ کرام نے ولا رکعتی الفجر کے بارے میں کیوں پوچھا؟ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ فجر کی سنتیں اس میں داخل نہیں۔

جواب 3 :

یہ دو روایات ہیں،ولا رکعتی الفجر ،الا رکعتی الفجر ،تعداد واقعہ پر محمول ہیں ہو سکتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے ایک آدمی کو دیکھا ہو جو فرض نماز کھڑی ہونے کے بعد صفوں کے متصل فجر کی سنتیں پڑھ رہا ہو تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ہو ولا رکعتی الفجر یعنی صفوں میں کھڑے ہو کر فجر کی سنتیں بھی نہیں پڑھ سکتے۔ دواری مرتبہ کسی کو دیکھا ہو جو کونے میں پڑھ رہا ہو تو آپ علیہ السلام نے فرمایا ہو الا رکعتی الفجر۔
(اعلاء السنن 7/111)

دلیل 4:

حضرت عمر اس آدمی کو مارتے تھے جو فرض نماز کھڑی ہو جانے کے بعد پڑھتا اسی طرح ابن عمر بھی مارا کرتے تھے؟

(اعلاء السنن 2/ 483)

جواب 1 :

حضرت عمر کے اثر کی سند مذکور نہیں اور بقول علی زئی صاحب کے کہ بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی۔

(الحدیث شمارہ 59/ص:33)

جواب 2:

ان آثار میں صحابہ کا عمل مذکور ہے وھو لیس حجۃ عندہ۔

(عرف الجادی 101،فتاویٰ نذیریہ 1/240)

جواب 3:

حضرت عمر کی موجودگی میں دوسرے لوگ صبح کی سنتیں پڑھ لیتے تھے کما مر اور ابن عمر خود سنتیں پڑھ لیتے تھے کما مر۔

جواب 4:

دیگر آثار کی وجہ سے اور خود ان حضرات کے عمل کی وجہ سے یہ اس بندے کے متعلق ہیں جو صف میں کھڑے ہو کر سنتیں پڑھتے۔

سنتِ فجر کی قضاء کا وقت

مذہب اہل السنت والجماعت:

اگر کسی کی فجر کی سنتیں رہ جائیں فرض کے بعد طلوع شمس سے پہلے نہ پڑھے، سورج طلوع ہونے کے بعد پڑھے۔

چنانچہ صاحب ہدایہ علامہ علی بن ابی بکر المرغینانی فرماتے ہیں: وإذا فاتته ركعتا الفجر لا يقضيهما قبل طلوع الشمس

(الہدایۃ: ج1 ص159 باب ادراک الفریضۃ)

مذہب غیر مقلدین:

فرض فجر کے بعد نصوص صریحہ اور اصول شرعیہ سے سنت فجر کی قضاء کا شرعی ثبوت موجود ہے۔ خواہ طلوع آفتاب سے پہلے قضا کرے خواہ بعد البتہ طلوعِ آفتاب سے پہلے موقع ہو تو طلوع آفتاب سے پہلے سنتِ فجر کی قضاء زیادہ بہتر اور اہم ہے....... بلکہ یہی وقت اس کا اصل وقت ہے۔

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح طریقہ نماز ص192)

دلائل اہل السنت والجماعت

دلیل نمبر 1:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ نَهَى عَنْ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ. (صحیح البخاری: ج1 ص82 باب الصلاۃ بعد الفجر حتیٰ ترتفع الشمس)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کی خرید و فروخت سے اور دو قسم کے کپڑوں سے اور دو نمازوں سے منع فرمایا ہے آپ علیہ السلام نے فجر کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

دلیل نمبر 2:

عن بن عباس قال سمعت غير واحد من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم منهم عمر بن الخطاب وكان أحبهم إلى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن الصلاة بعد الفجر حتى تطلع الشمس وبعد العصر حتى تغرب الشمس

(صحیح مسلم: ج1 275 باب الاوقات التی نہی عن الصلاۃ فیہا)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی صحابہ سے سنا ان میں سے ایک حضرت عمر بن خطاب بھی ہیں اور وہ مجھے صحابہ میں سب سے زیادہ محبوب تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فجر کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک اور عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

دلیل نمبر 3:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا صَلَاةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَلَا صَلَاةَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ

(صحیح البخاری: ج1 ص82،83 باب لا تتحری الصلاۃ قبل غروب الشمس)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہو سلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ صبح کی نماز کے بعد سورج کے بلند ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج کے غروب ہونے تک کوئی نماز (جائز) نہیں۔

دلیل نمبر 4:

عن أبي أمامة قال قال عمرو بن عبسة السلمي --- فقلت يا نبي الله أخبرني عما علمك الله وأجهله أخبرني عن الصلاة قال صل صلاة الصبح ثم أقصر عن الصلاة حتى تطلع الشمس حتى ترتفع فإنها تطلع حين تطلع بين قرني شيطان

(صحیح مسلم: ج1 ص276 باب الاوقات التی نہی عن الصلاۃ فیہا)

ترجمہ: حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی مجھے ان چیزوں کے بارے میں بتلایئے جن کی اللہ نے آپ کو تعلیم دی ہے اور میں ان سے بے خبر ہوں آپ مجھے نماز کے متعلق بھی بتلایئے آپ علیہ السلام نے فرمایا صبح کی نماز پڑھ پھر سورج کے طلوع ہونے کے بعد سے سورج کے بلند ہونے تک رکا رہ، کیونکہ سورج اس وقت شیطان کے دو سینگوں کے درمیان طلوع ہوتا ہے۔

فائدہ:

حدیث "لا صلاة بعد الصبح حتىٰ تطلع الشمس و لا صلاة بعد العصر حتىٰ تغرب الشمس" متواتر ہے۔

(نظم المتناثر من الحدیث المتواتر: ص111، ص112 رقم الحدیث 83)

دلیل نمبر 5:

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال كان النبي عليه السلام إذا فاتته ركعتا الفجر صلاهما إذا طلعت الشمس

(شرح مشکل الآثار للطحاوی: ج10 ص328 رقم الحدیث 4142)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی علیہ السلام سے جب فجر کی دو رکعتیں فوت ہو جاتی تو آپ علیہ السلام انہیں سورج کے طلوع ہونے کے بعد پڑھتے۔

امام طحاوی رحمہ اللہ (م 321ھ) اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

فهذا الحديث أحسن إسنادا وأولى بالاستعمال مما قد رويناه قبله في هذا الباب

(ایضاً)

دلیل نمبر 6:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يصل ركعتي الفجر فليصلهما بعد ما تطلع الشمس

(جامع الترمذی: ج1 ص96 باب فی اعادتہما [ای رکعتی الفجر])

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے فجر کی دو رکعتیں نہیں پڑھی اس کو چاہیے کہ سورج کے طلوع ہونے کے بعد ان کو پڑھے۔

دلیل نمبر 7:

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: (من لم يصل ركعتي الفجر فليصليهما إذا طلعت الشمس)

(صحیح ابن حبان: ص723 رقم الحدیث 2472)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے فجر کی دو رکعتیں نہیں پڑھی اس کو چاہیے کہ سورج کے طلوع ہونے کے بعد ان کو پڑھے۔

قال شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح على شرط البخاري

(صحیح ابن حبان: ص723 رقم الحدیث 2472)

دلیل نمبر 8:

عن أبی هريرة: أن النبی صلی الله عليه وسلم قال: من نسی رکعتی الفجر فليصلهما إذا طلعت الشمس

(المستدرک للحاکم: ج1ص112رقم الحدیث1194باب فضیلۃ رکعتی سنۃ الفجر)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فجر کی دو رکعتیں بھول جائے اس کو چاہیے کہ سورج کے طلوع ہونے کے بعد ان کو پڑھ لے۔

قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه

قال الذهبی فی التلخيص: على شرطهما

دلیل نمبر 9:

عَنِ الْحَسَنِ وَعَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- فَذَكَرَ هَذِهِ الْقِصَّةَ. قَالَ فَأَتَيْنَا النَّاسَ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ يُصَلِّى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا رَأَى النَّبِىَّ -صلى الله عليه وسلم- أَرَادَ أَنْ يَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ يَمْضِىَ -قَالَ- فَصَلَّيْتُ أَنَا وَالنَّبِىُّ -صلى الله عليه وسلم- خَلْفَهُ رَكْعَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِىُّ -صلى الله عليه وسلم- فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِى سُبِقَ بِهَا وَلَمْ يَزِدْ عَلَيْهَا شَيْئًا. (سنن ابی داود: ج1ص23 باب المسح علی الخفین)

ترجمہ: حضرت حسن اور زرارہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نماز سے) سے پیچھے رہ گئے پھر اس قصہ کو بیان فرمایا کہ ہم چند لوگ آئے دیکھا کہ حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ لوگوں کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا آپ علیہ السلام نے اشارے سے انہیں نماز جاری رکھنے حکم فرمایا حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ میں نے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے ایک رکعت پڑھی جب انہوں نے سلام پھیرا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے چنانچہ آپ علیہ السلام نے وہ رکعت ادا کی جو فوت ہو چکی تھی اور اس پر کسی چیز کا اضافہ نہیں فرمایا۔

نوٹ:

معارف السنن میں ہے کہ اس حدیث سے استدلال حضرت علامہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی جودتِ فکر کا نتیجہ ہے۔

(معارف السنن: ج4ص97)

دلیل نمبر 10:

عن أبی مجلز قال: دخلت المسجد فی صلاة الغداة مع بن عمر وابن عباس رضی الله عنهم والإمام يصلی فأما بن عمر رضی الله عنهما فدخل فی الصف وأما بن عباس رضی الله عنهما فصلی رکعتين ثم دخل مع الإمام فلما سلم الإمام قعد بن عمر مكانه حتى طلعت الشمس فقام فركع ركعتين فهذا بن عباس صلى ركعتين فی المسجد والإمام فی صلاة الصبح

(شرح معانی الآثار: ج1ص255،256باب الرجل یدخل المسجد والامام فی صلاۃ الفجر)

ترجمہ: حضرت ابو مجلز فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ صبح کی نماز میں مسجد میں داخل ہوا اور امام نماز پڑھا رہا تھا چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صف میں داخل ہو گئے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دو رکعت ادا کی پھر امام کے ساتھ شامل ہو گئے جب امام نے سلام پھیرا تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سورج کے طلوع ہونے تک اپنی جگہ پر بیٹھے رہے پھر دو رکعت ادا کی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس وقت مسجد میں ادا کر لی تھی جب امام صبح کی نماز پڑھا رہا تھا۔

دلیل نمبر 11:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ جَاءَ إِلَى الْقَوْمِ وَهُمْ فِي الصَّلاَةِ، وَلَمْ يَكُنْ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ فَدَخَلَ مَعَهُمْ، ثُمَّ جَلَسَ فِي مُصَلاَّهُ، فَلَمَّا أَضْحَى قَامَ فَقَضَاهُمَا۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج4 ص404 رقم الحدیث 6506 باب فی رکعتی الفجر اذا فاتتہ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک مرتبہ لوگوں کے پاس اس حال میں آئے کہ لوگ نماز میں تھے اور آپ نے دو رکعتیں ادا نہیں کی تھی چنانچہ آپ لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے پھر اپنی جائے نماز پر بیٹھے رہے جب سورج بلند ہوا تو کھڑے ہوئے اور فجر کی دو رکعتوں کی قضاء کی۔

دلیل نمبر 12:

عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ فَاتَتْهُ رَكْعَتَا الْفَجْرِ فَقَضَاهُمَا بَعْدَ أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ

(موطا مالک: ص112 باب ماجاء فی رکعتی الفجر)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب فجر کی دو رکعتیں فوت ہو جاتی تو آپ ان کی قضا سورج کے طلوع ہونے کے بعد فرماتے تھے۔

دلیل نمبر 13:

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْقَاسِمَ، يَقُولُ: لَوْ لَمْ أُصَلِّهِمَا حَتَّى أُصَلِّيَ الْفَجْرَ، صَلَّيْتُهُمَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج2 ص156 باب فی رکعتی الفجر اذا فاتتہ رقم الحدیث 6505)

ترجمہ: حضرت یحیی بن سعید فرماتے ہیں میں نے قاسم کو فرماتے ہوئے سنا اگر میں نے دو سنتیں نہ پڑھی ہوں اور فجر کی نماز پڑھ لی ہو تو میں ان کو سورج نکلنے کے بعد پڑھتا ہوں۔

فائدہ:

اب وہ روایات پیشِ خدمت ہیں جن میں فجر کے بعد طلوع شمس سے پہلے سنتیں پڑھنے کی ممانعت ہے۔

1: عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلاَ صَلاَةَ بَعْدَ الْغَدَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ. (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص116 باب من قال لا صلاۃ بعد الفجر رقم الحدیث 7416)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی تو صبح کی نماز کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک کوئی نماز نہیں ہوتی تھی۔

2: عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي عَلَى إِثْرِ كُلِّ صَلاَةٍ مَكْتُوبَةٍ رَكْعَتَيْنِ إِلاَّ الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ.

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص116 باب من قال لا صلاۃ بعد الفجر رقم الحدیث 7417)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے سوائے فجر اور عصر کے۔

3: عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، قَالَ: لاَ تَصلُح الصَّلاَةُ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتَّى تَغِيبَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ، قَالَ وَكَانَ عُمَرَ يَضْرِبُ عَلَى ذَلِكَ. (مصنف ابن ابی شیبۃ: ج5 ص114 باب من قال لا صلاۃ بعد الفجر رقم الحدیث 7409)

ترجمہ: حضرت عالیہ فرماتے ہیں عصر کے بعد سورج کے غروب ہونے تک اور صبح کے بعد سورج کے طلوع ہونے تک کوئی نماز درست نہیں نیز فرماتے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس پر مارا کرتے تھے۔

غیر مقلدین کی دلیل اور اس کے جوابات

عن محمد بن إبراهيم عن جده قيس قال : خرج رسول الله صلى الله عليه و سلم فأقيمت الصلاة فصليت معه الصبح ثم انصرف النبى صلى الله عليه و سلم فوجدنى أصلين فقال مهلا يا قيس ! أصلاتان معا ؟ قلت يا رسول الله إنى لم أكن ركعت ركعتى الفجر قال فلا إذاً (ترمذی جلد۱ ص96)

جواب نمبر1:

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "انما يروى هذا الحديث مرسلاً" یہ حدیث مرسل ہے۔ واسنا د هذا الحديث ليس بمتصل۔

❖ زبیر علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ جمہور محدثین کے نزدیک تابعی کی مرسل روایت ہر لحاظ سے مردود ہے۔

(فتاویٰ علمیہ ج2 ص290)

نیز نہی والی روایت متواتر ہیں اور یہ مرسل ہے۔ متواتر کے مقابلے میں مرسل کا کوئی مقام نہیں ہے۔

❖ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وهو حديث ضعيف .... واتفقوا على ضعف حديثه المذكور فى الركعتين بعد الصبح، رواه ابوداؤد والترمذى وغيرهما وضعفوه

(تہذیب الاسماء واللغات للنووی ج1 ص450، 451 رقم الترجمہ 517)

جواب نمبر2:

اس روایت میں صراحتہً یہ بات مذکور نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دو رکعت پڑھنے کی اجازت دی "فلا اذاً" اس کا معنی صرف اجازت نہیں بلکہ انکار بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم (ج2 ص37) میں " باب كراهية تفضيل بعض الاولاد فى الهبه" کے تحت حدیث مذکور ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے مال زیادہ دینا چاہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آپ نے تمام بیٹوں کو اسی طرح مال دیا ہے؟ میرے والد نے کہا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ايسرك "(کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے)ان يكونوا اليك فى البر سواءً قال بلىٰ قال فلا اذاً" فلا اذاً کا معنی غیر مقلد عالم وحید الزمان نے یہ کیا ہے "تو پھر ایسا مت کر" یعنی ایک کو دے ایک کو نہ دے۔

(ترجمہ صحیح مسلم از وحید الزمان غیر مقلد ج4 ص232)